رپورٹ: شیرل بنارڈ "CIVIL DEMOCRATIC ISLAM" (چوتھی وآخری قسط)

ترجمہ: سید خورشید عالم

''اچھے مسلمانوں کی تلاش!'

مفید جمہوری عناصر:

روایت پسند عام طور پر جمہوری عناصر ہوتے ہیں۔ ان افراد نے بہت سی مطبوعات بھی شائع کر رکھی ہیں۔ جن کے ذریعے اسلام کا ایک مہربان اور نرم چہرہ سامنے آجاتا ہے۔ ان کتابوں میں اسلام کے مثبت سماجی پہلو کو پیش کیا جاتا ہے۔ ان کا انداز قدرے دفاعی اور معذرت خواہانہ ہوتا ہے۔ تاہم ان کا مؤقف یہ بھی ہوتا ہے کہ آج کے جدید دور میں جمہوریت، مساوات، سماجی بہبود اور تعلیم کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ ان کا سلام سے تعلق نہیں، جب کہ اسلام ان تمام چیزوں پر یقین رکھتا ہے۔

مغربی جمہوریت، روشن خیالی کی اقدار پر مشتمل ہے جبکہ روایت پسند اس روشن خیالی کے مخالف ہیں۔ وہ اسے کرپشن اور برائیوں کا سبب قرار دیتے ہیں ۔ جدید جمہوریت پر مبنی سول معاشرہ شرعی قوانین کی حمایت نہیں کرے گا جب کہ روایت پسند اس کی حمایت کریں گے۔

جدید دور زنا کی سزا میں موت یا کوڑوں کی حمایت نہیں کرے گا یا وہ ہاتھ کاٹنے کی سزا کی بھی حمایت نہیں کرے گا۔ جدید دور میں عورتوں اور مردوں کو الگ الگ نہیں کیا جاسکتا یا خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک کو پسند نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح فیملی قوانین، عدالتی انصاف اور سرکاری وسیاسی زندگی میں بھی خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک پسند نہیں کیا جائے گا۔ تمام روایت پسند عام طور پر ان قوانین کا نفاذ نہیں چاہتے تاہم وہ ان قوانین میں سے چند ایک کا دفاع ضرور کرتے ہیں ایران اور افغانستان میں اسلامی جمہوریہ بننے کے بعد لوگوں کو زنا کی سزا کے طور پر موت کی سزا دی جاتی رہی ہے۔ روایت پسند کا مؤقف ہے کہ قرآن اور شریعت کو مکمل طور پر نافذ کیا جانا چاہیے۔ مزید برآں روایت پسندی کا پسماندگی اور عدم ترقی سے بھی تعلق نظر آتا ہے۔ جس کی وجہ سے معاشرتی اور سیاسی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ روایت پسندی کو جدید تاریخ میں اسلام کی بالاتر شکل سمجھا جاتا ہے۔

حال ہی میں اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام (UNDP) نے ''عرب ہیومن ڈیویلپمنٹ رپورٹ' جاری کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ عرب دنیا میں جمہوریت کا فقدان، خواتین سے غیر مساوی سلوک، تعلیم کو نظرانداز کیا جانا وہ کلیدی عناصر ہیں جس کی وجہ سے عرب دنیا میں پسماندگی پائی جاتی ہے۔ جب تک روایت پسند کسی حیثیت میں بااختیار رہیں گے۔ اس وقت تک مذکورہ تین خرابیاں دور نہیں ہوسکتیں۔

مغرب میں داخلی ٹکراؤ کا خدشہ موجود ہے۔ کیونکہ اسلامی روایت پسند عناصر مغربی ثقافت کے حوالے سے خاصا تضحیک آمیز رویہ اختیار کرتے ہیں۔ ہم امریکا میں ۱۱رستمبر۲۰۰۱ء کے واقعے کو جھیل چکے ہیں اس کے بعد ایمرجنسی کی صورت حال۔ جنگ اور دہشت گردوں کے خلاف کارروائیاں جاری ہیں تاہم کسی ہلکے تصادم کا خطرہ اب بھی برقرار ہے۔

یورپی دانشور اور لبرل افراد جن میں ۱۱ نمایاں شخصیات شامل ہیں اور جو رائے عامہ کے لیڈر اور اسلام کے بارے میں ماہرین سمجھے جاتے ہیں ان کا موقف ہے کہ اسلام کے حوالے سے تحمل کا مظاہرہ نہیں کیا گیا۔ ان کا کہنا ہے کہ یورپی حکومتوں اور دانشور حلقوں نے یورپ کو مسلم انتہا پسندوں کے لیے محفوظ جنت بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اب امریکی اور یورپی اہلکار اسلام سے ہم آہنگی کے فروغ کی اہمیت پر زور دینے لگے ہیں۔ اس حوالے سے یہ بات بھی اہم ہے کہ عراق کے معاملے پر امریکا اور یورپ میں جو تقسیم پیدا ہوئی ہے، وہ بھی خاصی نمایاں ہو کر سامنے آئی ہے۔

ایک اہم جدت پسند رہنما خالد ابوالفضل بھی ہیں۔ اپنی تحریروں کے حوالے سے وہ امریکا میں خاصے معروف ہیں۔ وہ یوسی ایل میں اسلامی قانون کے پروفیسر ہیں۔ انہیں ایک ایسے جدت پسند اسکالر کی حیثیت حاصل ہے جو کئی کتابوں کا مصنف بھی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ماضی سے پیچھا چھڑا لیا جائے۔ ایک اور جدت پسند اسکالر محمد سرور بھی ہیں۔ ان کا مؤقف یہ ہے کہ عربوں کو اکیسویں صدی میں رہنے کے لیے منصوبہ سازی کرنا ہوگی۔ اس منصوبے میں سیاسی آزادی، اجتماعیت اور مساوات خاص طور پر اہم ہیں۔ بعض جدت پسندوں کا خیال ہے کہ جمہوری معاشرے کو اسلام اور اسلامی تاریخ سے ہم آہنگ ہونا چاہیے۔

فتح اللہ، مزید آگے بڑھ کر اس جدید اسلام کی بات کرتے ہیں جو تصوف سے متاثر ہے۔ ان کا اصرار تحمل، برداشت اور عدم تشدد کے حوالے سے ہے۔ ان کے نظریے سے نوجوان نسل اور ایک مضبوط ملٹی نیشنل متاثر ہو چکی ہے۔ باسم طبی بھی یورپ کے ایک جدت پسند مسلمان ہیں۔ وہ اصلاحی اسلام کے حامی ہیں۔ ایران کی بھی ایسی شخصیات موجود ہیں جو دیگر ممالک میں آباد ہیں اور انہیں بھی اس مقصد کے لیے رول ماڈل بنایا جا سکتا ہے بلکہ انہیں تو انسانی حقوق کے لیے کام کرنے پر ہیرو بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔

جدت پسندوں کی کمزوریاں:

نظریاتی اعتبار سے دیکھا جائے تو جدت پسند عناصر جمہوری اسلام کے فروغ کے لیے نہایت موزوں ذریعہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ تاہم موجودہ تناظر میں وہ گونا گوں مسائل سے دوچار ہیں جس سے ان کی کارکردگی متاثر ہوئی ہے۔ ان کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ اقتصادی طور پر طاقتور قوتیں بنیاد پرستوں کی پشت پر کھڑی ہیں۔ جو انہیں وسائل، نقد رقوم، انفراسٹرکچر، ہتھیار، میڈیا اور دیگر معروف پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے جس سے ان کا تعلیمی اور فلاحی اداروں پر کنٹرول

برقرار رہتا ہے۔ روایت پسند عناصر بھی انتہائی منظّم پاور بیس کے مالک ہوتے ہیں۔ یہ ٹیکس بھی وصول کرتے ہیں اور مختلف نوعیت کے عطیات اور زرتلافی بھی حاصل کرتے ہیں۔ ان کے اپنے تجارتی ادارے ہوتے ہیں۔

جدت پسندوں کی دوسری کمزوری یہ ہوتی ہے کہ وہ سیاسی طور پر کمزور ہیں۔ جو جدت پسند عناصر بنیاد پرستوں یا روایت پسندوں کے ماحول میں رہ رہے ہیں۔ انہیں کسی بھی قسم کی سیاسی حمایت حاصل نہیں ہے۔ یہ کھل کر اپنی رائے کا اظہار کریں تو انہیں خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔ بنیاد پرستوں اور روایت پسندوں کے اپنے ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشن ہیں۔ ان کے اپنے طباعتی ادارے ہیں۔ ان کے اپنے سکول اور اخبارات ہیں۔ اس اعتبار سے جدت پسند عناصر ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

ایران کے پروفیسر آغا جاری کو ایک ایرانی عدالت نے محض یہ رائے ظاہر کرنے پر کہ ''مسلمان کوئی ''بندر'' نہیں کہ وہ محض علماء کی بیان کردہ تشریحات پر آنکھیں بند کر کے یقین کرلیں'' سزائے موت کا حکم دے دیا ہے۔ جس کی وجہ سے ایران میں طلباء کے مظاہرے جاری ہیں۔ ان کی سزا پر عمل درآمد ابھی نہیں ہوا۔

مصر کے ایک جدت پسند ڈاکٹر نوال السعادی کو بھی مختلف مذہبی الزامات کے تحت عدالتی پیشیاں بھگتنا پڑ رہی ہیں۔ اسی طرح پاکستان کے بھی بعض جدت پسندوں کو موت کی سزائیں سنائی جا چکی ہیں۔ تاہم ان کی سزاؤں پر عمل درآمد ابھی نہیں کیا جاسکا ہے۔ جدت پسند چونکہ انفرادی طور پر اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہیں اور یہی ان کی کمزوری بھی ہے۔ ان کی حمایت کی جائے تو یہ اہم اثاثہ ثابت ہوسکتے ہیں۔ آزادی اور انسانی حقوق کی تحریکوں کے ذریعے بعض جدت پسند جیل جانے کا خطرہ مول لینے کو بھی تیار ہیں۔

مغرب اور دیگر خطوں میں جدت پسندوں کو ایک اور مسئلہ بھی درپیش ہے۔ یہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور منظّم ہوکر زندگی گزارنا پسند کرتے ہیں۔ یہ علمی نوعیت کے کام کرتے ہیں۔ اس طرح ان کے کام لوگوں کی ایک بڑی تعداد تک نہیں پہنچ پاتے۔ خاص طور پر نوجوان نسل ان کے علمی اور تحقیقی کام سے باخبر نہیں ہو پاتی۔ خالد ابوالفضل کا تحقیقی کام جس میں انہوں نے اسلام کے مختلف مکاتب فکر اور ان کے علماء پر تنقید کی ہے' وہ انتہائی قیمتی ۳۶۱ صفحات میں دفن پڑا ہے۔

جدت پسندوں یا دوسرے الفاظ میں جدیدیت پسند یونیورسٹیوں کے پروفیسر تو بن سکتے ہیں تاہم یہ کسی مدرسے کے استاد یا کسی مسجد کے اتوار سکول میں بھی تدریس کے فرائض انجام نہیں دے سکتے۔ یہ عناصر عام لوگوں کی طرح کا لباس زیب تن کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان پر عام طور پر کوئی توجہ مبذول نہیں کرتا۔ خاص طور پر وہ صحافی جو ''امریکہ میں مسلمان'' کے عنوان سے کچھ لکھنا چاہتے ہیں' وہ ان کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

جدت پسندوں کی دو اقسام خاص طور پر سمجھنا بہت ضروری ہے۔ خاص طور پر اس تناظر میں کہ مغرب میں مسلمان کس طرح اسلام پر عمل کرتے ہیں اور دنیا میں نوجوانوں کا کلچر کس طرح کا ہے۔

مغربی اسلام:

لاکھوں مسلمان اپنے مسلمان وطن سے دور مغرب میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور کر رہے ہیں۔وہ وہاں کے ماحول سے پوری طرح ہم آہنگ ہیں۔سوال یہ ہے کہ کیا وہ ایک جدید اور جمہوری اسلام کے فروغ کے لیے کسی طور پر مفید ثابت ہو سکتے ہیں؟

یورپی اسلام:

مشرقی یورپ میں بلقان کے مسلمان قدیم اسلام پر ہی عمل کرتے ہیں۔تاہم وہ اب ترقی کر چکے ہیں۔وہ کسی حد تک سیکولر ہیں اور جدت پسندی کی طرف بھی رجحان رکھتے ہیں۔مشرقی یورپ میں مغرب اور اسلام کی دوستی کے اشتراک کا عملی مظاہرہ نظر آتا ہے۔البتہ وہاں جبر کا شکار بوسنیائی اور البانوی مسلمانوں کے لیے مغرب کی دخل اندازی بھی نظر آتی ہے۔اس ضمن میں یورپ کی سول سوسائٹی کی حمایت بھی نظر آتی ہے۔ایک کیتھولک تنظیم نے محض ایک روز میں ۱۰لاکھ ڈالر تک عطیہ بھی حاصل کیا۔یہ عطیہ آسٹریا کی سپر مارکیٹ کے تاجروں کے ذریعے حاصل کیا گیا۔اس کے علاوہ بین الاقوامی عدالتیں بھی مسلمانوں کی نسل کشی میں ملوث عناصر کے خلاف سیکولر اصولوں کی بنیاد پر اپنی کارروائیاں بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔

مغربی یورپ میں ۹۰لاکھ مسلمان رہائش پذیر ہیں۔موجودہ اعداد وشمار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں رہنے والے مسلمانوں کی اکثریت جدت پسند یا سیکولر ہے۔اس کمیونٹی کے ایک معروف دانشور رہنما باسم طبی اسلامی انتہا پسندی کے تباہ کن اثرات سے محفوظ رہنے کے لیے ایک مؤثر ''یورو اسلام'' کے فروغ کی بات کرتے ہیں۔اس طرح جدید یورپی مسلمانوں کے بارے میں جاننے کا بہتر موقع حاصل ہو سکے گا۔

یورپی حکومتیں بھی روایت پسندوں کی حمایت کرنے کی خواہاں ہیں۔فرانس کی خواہش ہے کہ وہاں بھی سوشل میکنزم کو کنٹرول کرنے کے لیے ایک ''اسلامی چرچ'' قائم کیا جائے۔تاکہ ریاست کو مسلمان اقلیت سے معاملہ کرنے میں بھی آسانی ہو سکے۔۱۱ر ستمبر ۲۰۰۱ء کے واقعات کے بعد اس بات کی ضرورت یعنی ''فرنچ اسلام'' کی ضرورت کو خاص طور پر محسوس کیا جانے لگا ہے۔

امریکی اسلام:

بالکل یہی صورت حال امریکی اسلام کے حوالے سے بھی ہے۔امریکہ کے اسلام کا ''سرکاری چہرہ'' ایک روایت پسند اسلام ہے۔یہ امریکی حکومت کی سرکاری ڈپلومیسی کوششوں کا حصہ ہے۔یورپی اور امریکی مطالعوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بنیاد پرست اور روایت پسند دونوں اقلیتی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔تاہم اسلام کے لیے آواز بلند کرنے کی اہلیت اور عوام

میں اسلام کا صحیح تصور پیش کرنے کے حوالے سے ان کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔

جمہوریت کی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ شہری اور ثقافتی تنظیموں کی زیادہ سے زیادہ حمایت کی جائے۔ مغربی مسلمانوں کی حد سے زیادہ اسلام (اوور اسلامائزیشن) کی کاوشوں کی تصحیح کی جائے۔ روایت پسندوں کو چند تقابلی فوائد بھی حاصل ہیں۔ یہ عام طور پر نمایاں ہوتے ہیں اور کھل کر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کا تنظیمی انفراسٹرکچر موجود ہوتا ہے۔ ان میں مساجد اور ان کی کمیٹیاں بھی شامل ہوتی ہیں۔ ان کو بیرونی فنڈ بھی مل سکتا ہے۔ بنیاد پرست اور روایت پسندوں کے ذرائع سے انہیں بین الاقوامی سطح پر تقسیم کرنے کے لیے سستا لٹریچر بھی فراہم کیا جاتا ہے۔

امریکی مساجد اور اسلامی سینٹروں اور عام اشیاء کی دکانوں پر مولانا مودودی کی تحریروں کو نمایاں کر کے پیش کیا جاتا ہے۔ یہ پاکستان کے ایک بنیاد پرست تھے جن کی تحریریں بین الاقوامی مارکیٹ میں بڑے پیمانے پر ارزاں بروشرز کی شکل میں دستیاب ہیں۔ مولانا مودودی کی زیادہ کتابوں میں عوام کو براہِ راست مخاطب کیا گیا ہے۔ میری لینڈ کی پبلک لائبریریوں میں نوجوان قاریوں کے لیے اسلام کے تعارفی لٹریچر کا اسٹاک بھی موجود ہے۔ اس وقت امریکی مسلمانوں کی ۶۰ فیصد تعداد کالج گریجویٹس پر مشتمل ہے۔ ان میں سے صرف ۲۰ فیصد باقاعدگی سے مسجد جاتے ہیں۔

امریکہ میں پائے جانے والے اسلامی لٹریچر کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ ان کی مختلف سیریز ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام ''آئی ایم اے مسلم'' ہے۔ یہ ایک انتہائی قدامت پسند، انتہائی غریب پاکستانی خاندان کے ۱۱ سالہ بچے کی روداد ہے۔ یہ خاندان حال ہی میں انگلستان آیا ہے۔ ان اسلامی لٹریچر میں مختلف بیانات درج کئے گئے ہیں۔ جو خاصے متنازع ہیں۔ مثال کے طور پر:

☆ خواتین کو مردوں کے ساتھ عبادت کرنے کی اجازت نہیں۔

☆ عورت سر سے پاؤں تک خود کو ڈھانک کر رکھے گی۔ وہ صرف اپنا چہرہ اور ہاتھ کھلا رکھ سکتی ہے۔

☆ ایک لڑکی کو ایسے لڑکے سے شادی کرنی ہوگی جسے وہ پہلے کبھی نہیں ملی ہو۔

☆ مخصوص صورتوں میں مسلمان مرد بیک وقت ایک سے زائد شادیاں کر سکتا ہے۔

آخری نقطہ انگلستان میں مستعمل نہیں۔ کیونکہ وہاں ایک سے زائد شادیاں کرنا غیر قانونی ہے۔ باقی تمام نکات بھی درست نہیں۔ والدین کا احترام ایک معاشرتی روایت ہے۔ اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ قرآن اور حدیث میں واضح طور پر شادی کے لیے عورت کی مرضی کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ خود حضور ﷺ نے عورتوں اور لڑکیوں کی ایسی شادیوں کو جس میں ان کی مرضی کو شامل نہیں کیا گیا تھا منسوخ کر دیا تھا۔ اسلامی معاشرے میں عورتوں اور مردوں کی مشترکہ عبادت معمول کا حصہ تھی۔ حضرت محمد ﷺ نے ان مردوں کی سرزنش کی تھی جو خواتین کو اس طرح عبادت کرنے سے روکنے کی کوشش کرتے تھے۔

''آئی ایم اے مسلم'' نامی کتاب میں بے نظیر کے خاندان کی ایک تین سالہ لڑکی (جو بے نظیر کی بہن ہے) کو ایک لمبی

چادر میں لپٹا ہوا دکھایا گیا ہے۔اس کتاب میں جن مردوں کی تصویریں ہیں' انگلستان میں رہنے کے باوجود ان میں سے کسی کو بھی مغربی لباس پہنے نہیں دکھایا گیا ہے۔اکثر مردوں نے داڑھی بھی رکھی ہوئی ہے۔

منٹگمری پبلک لائبریری کی ایک کتاب جو ۲۰۰۲ء میں شائع ہوئی تھی اور جس کا نام ''عقائد عالم'' (World of Bellefs) ہے۔اس میں بنیاد پرستوں اور روایت پسندوں کے مسلک کو اچھی طرح اجاگر کیا گیا ہے۔اس میں درجنوں خواتین کی تصاویر شامل ہیں مگر ان میں سے کسی ایک کا بھی سر کھلا ہوا نہیں ہے اور تمام نے اچھی طرح پردے کا اہتمام کر رکھا ہے۔اس کتاب میں مذکور ہے کہ مسلمانوں کا یقین (عقیدہ) ہے کہ خواتین کو اچھی طرح باحیا لباس زیب تن کرنا چاہیے۔اس کتاب کے مطابق بعض مسلمان ممالک کی خواتین صرف سر ڈھانپ لیتی ہیں (یعنی اسکارف استعمال کرتی ہیں) جب کہ بعض ممالک میں وہ سر سے پاؤں تک حجاب میں لپٹی ہوتی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ جو لاکھوں مسلمان ایسا نہیں کرتے' ان کو کیا نام دیا جائے گا؟ قرآن میں تو مردوں اور خواتین دونوں کو باحیا لباس پہننے کی تلقین کی گئی ہے۔گزشتہ دنوں تین افغان خواتین کی تصاویر شائع ہوئی تھیں جنھوں نے رنگ برنگے برقعے پہن رکھے تھے۔طالبان اس طرح شوخ کپڑے کے برقعے پہننے والی خواتین کو تشدد کا نشانہ بناتے تھے۔امریکی محکمہ خارجہ کی سرکاری ''مسلم لائف ان امریکہ'' نامی ویب سائٹ میں بھی خواتین اور لڑکیاں حتیٰ کہ چھوٹی بچیوں کو بھی حجاب پہنے دکھایا گیا ہے۔ایک سپر مارکیٹ کے منظر میں دکھایا گیا ہے کہ دو خواتین کے چہرے ڈھکے ہوئے ہیں۔وہ راستے سے گزر رہی ہیں۔ان تصاویر سے امریکی اسلام کے مرکزی دھارے (مین اسٹریم) کا اندازہ نہیں ہوتا بلکہ یہ امریکی اسلامی کمیونٹی کے ایک حصے کی عکاس ہوتی ہے۔

انتہائی نوعیت کی بنیاد پرستی میں نوجوانوں پر خصوصی توجہ مرکوز کی گئی ہے۔اس لیے پاسدارانِ انقلاب، طالبان، حماس، اسلامی جہاد اور القاعدہ کو جوانوں خاص طور پر نوجوانوں کے ایک بہت بڑے طبقے کی حمایت حاصل ہے۔بنیاد پرستی میں ایسی خصوصیات ہوتی ہیں کہ نوجوان اس طرف راغب ہو جاتے ہیں۔تاہم اس میں بعض کمزوریوں کے باعث نوجوان بہت جلد اس کے مخالف بھی ہو جاتے ہیں۔

بنیاد پرستی کی خصوصیت یہ ہے کہ نوجوانوں کو حصولِ انصاف کے لیے اٹھ کھڑا ہونا سکھاتی ہے۔خاص طور پر کچلے ہوئے فلسطینیوں کے حوالے سے اس مسئلے کو ضرور دیکھا جانا چاہیے۔مشرق وسطیٰ کے تناظر میں بنیاد پرستی وہاں کی بدعنوان، غیر ملکیوں سے تعلق رکھنے والے ناکام حکمرانوں کو چیلنج کیا جاتا ہے اور مسئلہ فلسطین کے حوالے سے اپنے جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے۔

بنیاد پرست اپنے سیاسی عزائم کی تکمیل کے لیے جو پروگرام پیش کرتے ہیں' وہ بڑا وسیع مگر مبہم ہوتا ہے۔کرپشن کا خاتمہ، سماجی انصاف کا حصول، اعلیٰ اخلاقی معیار کا حصول تا کہ باقی تمام دنیا اسلام کا احترام کر سکے۔بنیاد پرستی ایک ایسی

چھتری فراہم کرتی ہے تاکہ آپ احساسِ فخر، اپنی شناخت اور مقصد سے وابستہ رہ سکیں۔ نفسیاتی طور پر بھی اس سے وابستہ عناصر میں ڈسپلن، احساس اجتماعیت اور ایک مقصد سے وابستگی پیدا کر دیتا ہے۔

بنیاد پرستی میں بعض ایسی خامیاں بھی ہیں جن سے نئی نسل بہت جلد ان کی مخالف ہوجاتی ہے۔ بنیاد پرستی میں نوجوانوں کی زندگی کی خاص قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ بنیاد پرستی میں نوجوانوں کو ''خودکش بمبار'' بننے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ بنیاد پرستوں کے مدارس میں بھی نوجوانوں کو شہادت کے حصول کی تعلیم دی جاتی ہے۔ آپ خودکش حملہ آوروں کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان کی عمریں ۳۰ برس سے کم ہوتی ہیں۔

دیکھا جائے تو پتا چلتا ہے کہ بنیاد پرستی فطرت کے تقاضوں سے ہٹ کر ہے اور یہ بلوغت اور نوجوانی کے تقاضوں سے بھی ہٹ کر ہے۔ اس عمر میں رومان اور جنس کی طلب نارمل سمجھی جاتی ہے۔ جب کہ بنیاد پرستی میں ان چیزوں کو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ بنیاد پرستی انسانی نفسیاتی ضروریات کی خلاف ورزی کرتی ہے۔ اس طرح نوجوانوں کی اقتصادی اور دیگر ضروریات کی بھی نفی کرتی ہے۔

عرب اور مسلمان معاشروں میں نوجوان بڑی اکثریت میں موجود ہیں۔ بنیاد پرستی نے آبادی کے اس اہم عنصر یعنی نئی نسل پر اپنا تسلط حاصل کر رکھا ہے۔ اگر نئی نسل کو اس امر کا اندازہ ہوجائے تو داخلی تصادم کی صورت حال بھی پیدا ہوسکتی ہے۔ بنیاد پرستی خواتین کے حقوق کی بھی مخالف ہے۔ جبکہ مسلم معاشروں میں خواتین کی تعداد نصف ہے۔

صوفی:

صوفی حضرات کسی بھی کیٹگری میں میل نہیں کھاتے۔ ہم انہیں جدیدیت کی ذیل میں شامل کرتے ہیں۔ تصوف میں اسلام کی ایک کھلی اور دانشوری پر مبنی شکل نظر آتی ہے۔ اس لیے اسکولوں کے نصاب میں تصوف کے اثرات کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔ خاص طور پر ان ممالک میں جہاں تصوف کا اثر پایا جاتا ہو۔ ان میں افغانستان اور عراق خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ تصوف یہاں موسیقی، شاعری اور خلفے کے ذریعے موجود ہے اور صوفی ازم مذہبی قبولی کے حوالے سے ایک پل کا کام کرسکتی ہے۔

اسلامی بنیاد پرستی کا مسئلہ خاصا الجھا ہوا ہے۔ اس ضمن میں ضروری ہے کہ ایک ''شہری اور جمہوری اسلام'' کی نشو و نما اور ترقی کے لیے ٹھوس اقدامات بروئے کار لائے جائیں۔ اس ضمن میں درج ذیل نکات پر خصوصی توجہ دی جانی چاہیے۔

☆ جدیدیت پسندوں کی حمایت کی جائے۔ ان کے اسلام کو نمایاں کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے جدت پسندوں کو وسیع پلیٹ فارم مہیا کیا جائے۔

☆ سیکولر عناصر کو بھی بھرپور حمایت فراہم کی جائے۔

☆ سیکولر عناصر کے شہری اور ثقافتی اداروں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

☆ اس بات کی کوشش کی جائے کہ روایت پسندوں کو بنیاد پرستوں کے خلاف کھڑا کر دیا جائے ۔تا کہ یہ دونوں گروپ آپس میں اپنا اتحاد قائم کرنے میں کامیاب نہ ہوسکیں۔

☆ روایت پسندوں میں صرف ان عناصر کی حوصلہ افزائی کی جائے جو جدید سول معاشرے سے ''میچ'' ہوسکیں۔

☆ بنیاد پرستوں کی کھل کر مخالفت کی جائے۔ان کے اسلامی اور نظریاتی انداز پر حملے کئے جائیں۔

☆ اسلام کی تعبیر وتشریح کے حوالے سے بنیاد پرستوں اور روایت پسندوں کی اجارہ داری ختم کرنے کے اقدامات کئے جائیں۔

☆ جدت پسند علماء اور اسکالرز سے ایسے ویب سائٹس کے قیام میں تعاون کیا جائے جو روزمرہ مسائل کے حوالے سے سوالات کے جواب دینے کی اہلیت رکھتے ہوں۔

☆ جدت پسند اسکالروں کی اس بارے میں حوصلہ افزائی کی جائے تا کہ وہ بھی کتابیں تحریر کرسکیں اور نصاب مرتب کرسکیں۔

☆ ارزاں نرخوں پر ایسی کتب شائع کی جائیں جن میں بنیاد پرست مصنفین کا بھرپور جواب موجود ہو۔

☆ معروف علاقائی میڈیا کا بھرپور استعمال کیا جائے۔خاص طور پر ریڈیو کو بھرپور طریقے سے استعمال کیا جائے تا کہ جدت پسند مسلمانوں کے خیالات کی بھرپور ترجمانی ہوسکے۔

حجاب:

امریکہ میں صرف وہی مسلمان خواتین حجاب استعمال کرتی ہیں جو مسلم دنیا کے دیہی علاقوں سے یہاں آ کر آباد ہوئی ہوں۔خاص طور پر ان کا تعلق بنیاد پرستوں سے رہا ہو۔امریکہ میں حجاب کا مسئلہ خاصا تشویش انگیز ہو رہا ہے کیونکہ جو مسلمان خواتین کسی اسلامی مواقع پر اکٹھی ہوتی ہیں تو انہیں بنیاد پرست عناصر کی طرف سے سخت رویے کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ انہوں نے موزوں اسلامی انداز میں حجاب اختیار نہیں کر رکھا ہے۔

بنیاد پرست اور روایت پسند مسلمان مردوں کے نزدیک بیوی کا مطلب ہے کہ وہ پردہ کرتی ہو (حجاب استعمال کرتی ہو) گھر میں رہتی ہو اور مردوں کے آگے زبان نہ کھولتی ہو۔

ہماری حکمت عملی کیا ہونی چاہیے؟

ہمیں سب سے پہلے جدیدیت پسند قیادت کو آگے لانا ہوگا۔لیڈروں کے لیے اوّل ماڈل بنانا ہوگا۔جن جدت پسند عناصر کو ماضی میں سزاؤں کا سامنا کرنا پڑا ہو انہیں شہری حقوق کے ایک بہادر لیڈر کے طور پر سامنے لانا ہوگا۔مصر کی نوال العداوی اور افغانستان کی امور خواتین کی وزیر سیما ثمر اس حوالے سے اہم مثال کے طور پر پیش کی جاسکتی ہیں۔

دوسرے مرحلے میں ہمیں اسلامی دنیا میں جمہوری معاشرے (سول سوسائٹی) کے فروغ کے اقدامات کی کوشش

کرنی ہوگی۔اس مقصد کے لیے مقامی غیر سرکاری تنظیموں اور دیگر شہری اداروں کو آگے آنا ہوگا۔کیونکہ کسی بحرانی صورت حال میں انہی میں سے ایک جمہوری قیادت ابھر سکتی ہے۔اس مقصد کے لیے دیہی علاقوں میں کام کیا جائے۔شہری ادارے اس مقصد کے لیے انفراسٹرکچر فراہم کر سکتے ہیں۔جس سے لوگوں میں سیاسی شعور پیدا ہوگا اور وہ ایک معتدل اور جدید قیادت کو سامنے لاسکیں گے۔

ہمیں امریکی، جرمن اور مغربی اسلام کو فروغ دینا ہوگا۔اس مقصد کے لیے افہام وتفہیم کی ضرور پڑے گی۔اس صورت حال میں بنیاد پرستوں کی کھل کر مخالفت کرنی ہوگی۔اس مقصد کے لیے ہمیں عرب صحافیوں کی حوصلہ افزائی کرنی ہوگی تا کہ وہ بنیاد پرستوں کی ذاتی زندگیوں اور عادات کے بارے میں کھل کر رپورٹنگ کرسکیں۔ان بنیاد پرستوں کی سفاکیوں کو بے نقاب کرنا پڑے گا۔مثال کے طور پر سعودی عرب میں غیر ملکی ملازمین پر اپنے نئے بچوں کی تصویر کھنچوانے کی ممانعت ہے کیونکہ اسلام میں تصویر جائز نہیں۔دوسری طرف سرکاری دفاتر میں شاہ فیصل کی تصاویر لگی نظر آتی ہیں۔

ہمیں اس بات کو بھی بے نقاب کرنا ہوگا کہ مسلمانوں کی ''فلاحی تنظیمیں'' دہشت گردوں کو سرمایہ فراہم کرتی ہیں۔ ۱۱رستمبر۲۰۰۱ء کے واقعات کے بعد یہ بات اب کھل کر سامنے آچکی ہے کہ ایسی تنظیموں کے ذریعے انتہا پسند عناصر کو سرمایہ فراہم کیا گیا۔ہمیں ایک معتدل اور خوشنما اسلام کے بارے میں پروپیگنڈہ کرنا چاہیے اور اس حوالے سے ہر اس ملک، خطے اور گروپوں کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے جو اس مقصد کے لیے تعاون کرے۔

تصوف کے پیغام کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ہمیں ان ممالک کی حوصلہ افزائی کرنی ہوگی جہاں تصوف کی مضبوط روایات موجود ہیں۔ہمیں ان کی تاریخ کو اسکول کے نصاب میں شامل کرنا پڑے گا۔ہمیں اس بات کی بھی کوشش کرنی چاہیے کہ ہم نوجوانوں کو انتہا پسند اسلامی تحریکوں سے دور رکھیں۔اسکولوں کے نصاب میں جمہوری اسلام کے پیغام کو نمایاں کر کے شامل کیا جائے۔بنیاد پرستوں نے مسلم ممالک میں تعلیم کے شعبے پر اپنی گرفت مضبوط رکھنے کی زبردست کوشش کر رکھی ہے۔ہمیں یہاں اپنے قدم جمانے ہوں گے۔ہمیں تعلیم اور نوجوانوں پر بھرپور توجہ مرکوز کرنی ہوگی۔

ہمیں بنیاد پرستوں کے تضادات کو نمایاں کر کے سامنے لانا ہوگا۔جدت پسند عناصر کو سامنے لانا ہوگا۔یہ عناصر حنفی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے ہوں گے۔ہمیں پسماندہ وہابی عناصر کی اتھارٹی کو کمزور بنانے کی کوشش کرنی پڑے گی۔ہمیں بنیاد پرستوں کے غیر قانونی گروپوں سے تعلقات اور سرگرمیوں کو نمایاں کر کے پیش کرنا ہوگا۔بنیاد پرستوں کے جارحانہ اندازِ فکر کو لوگوں کے سامنے لانے کے اقدامات کرنے ہوں گے۔ہمیں انتہائی چنیدہ سیکولر عناصر کی بھی بھرپور مدد کرنی پڑے گی۔ہمیں بنیاد پرستوں کو ایک دشمن کے طور پر سامنے لانا ہوگا۔قوم پرستی یا بائیں بازو کے نام پر ہمیں سیکولر عناصر کے امریکہ مخالف حلقوں سے اتحاد کی کوششوں کو روکنا ہوگا۔ہمیں اس بات کی حمایت کرنی ہوگی کہ اسلام میں مذہب اور ریاست کا آپس میں کوئی تعلق نہیں اور یہ الگ الگ ہیں۔نیز اس بات کو ماننے سے ایمان پر کوئی حرف نہیں آتا۔